بائیکاٹ نہ کرنے والا ان نصوص کی روشنی میں سخت مجرم اور دین اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنے والا ہوگا۔

۲- نکاح بالجبر

سوال: میں مسمات بلقیس بی بی بنت اسماعیل ارائیں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میرے والد نے میری رضامندی کے بغیر میرا نکاح کر دیا ہے۔ میں نے نکاح خواں کے پاس بھی رضامندی کا اظہار نہیں کیا۔ تاہم میرے والد نے مجھے سسرال بھیج دیا۔ مگر جوں کی توں واپس آگئی۔ میں نے مہر بھی وصول نہیں کیا۔ میں اب اس خاوند سے مکمل علیحدگی چاہتی ہوں۔ قرآن اور حدیث میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ (بلقیس بیگم دختر اسماعیل ارائیں تیرڑ کر دل - لاہور)

الجواب بعون الوھاب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بشرط صحت سوال واضح ہو کہ نکاح شرعی کی بنیاد باہمی تعاون انہام اور جذبہ خیر سگالی پر استوار کی گئی ہے۔ یعنی ولی نکاح اور لڑکی کی باہمی رضامندی صحت نکاح کے لئے شرط اول ہے بشرطیکہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہو، خواہ شوہر دیدہ ہو یا شوہر نادیدہ ہو۔ چنانچہ ایسا نکاح جو ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت لئے بغیر پڑھوا دیا ہو، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق، امام ابن ابی لیلیٰ، امام شافعی کے ہاں صحیح ہے بشرطیکہ ولی نکاح باپ یا دادا ہو کیونکہ ان دونوں میں لڑکی کے لئے شفقت کاملہ پائی جاتی ہے۔ مگر جمہور علماء سلف، ہادویہ، امام ابو حنیفہ، اوزاعی وغیرہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک شوہر دیدہ سے مشورہ اور شوہر نادیدہ سے اجازت لینی ضروری ہے اور از روئے دلائل و براہین راقم کے نزدیک یہی دوسرا مسلک زیادہ صحیح ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن قالوا وکیف اذنھا قال ان تسکت (مسلم)

باب الاستیذان ص۴۵۵، ج۱، ابوداؤد ص۲۸۵ ج۲، بخاری ص۷۷۱، ج۲، ترمذی مع تحفہ ص۱۷۹، ج۲)

۲ ۔ "عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الثیب احق بنفسها من ولیها۔ والبکر تستاذن واذنها سکوتها (مسلم ص۴۵۵، ج۱)

ان ہر دو حدیثوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شوہر دیدہ سے مکمل مشورہ لئے بغیر اور شوہر نادیدہ سے اجازت حاصل کئے بغیر ولی کو نکاح پڑھوانے کا حق حاصل نہیں ۔ اگر وہ ایسا کریگا تو یہ نکاح لڑکی کی صواب دید پر ہوگا، چاہے تو بحال رکھے ورنہ فسخ کروا ڈالے، چنانچہ ابوداؤد میں ہے:

"عن ابن عباس ان جاریۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ان اباها زوجها وهی کارهۃ فخیرها النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (ابوداؤد ص۲۸۶، ج۱)

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے روایت ہے کہ ایک بالغہ لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے مگر میں اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تو آپؐ نے اسے نکاح فسخ کروانے کا اختیار دے دیا۔

حضرت امام ابن قیم اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ولیس روایۃ هذا الحدیث مرسلۃ بعلۃ فیہ فانہ قد روی مسنداً و مرسلاً فان قلنا بقول الفقهاء ان الاتصال زیادۃ ومن وصلہ مقدم علی من ارسلہ فظاهر (زاد ص۳ ج۳)

کہ یہ حدیث موصول اور مرسل دونوں طرح مروی ہے اور فقہاء کے اصول کے مطابق موصول مرسل پر مقدم ہے ۔ علاوہ ازیں امام ابن قطان اور محدث مبارکپوری نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، امام شمس الحق نے اسے قوی اور حسن کہا ہے اور ابن قیم نے کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح ہیں۔

——— اور امام ابن القیم، حضرت ابوہریرۃ رضی کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وموجب هذا الحکم انہ لا تجبر البکر البالغ علی النکاح ولا تزوج الا برضاها وهذا قول جمهور السلف ومذهب ابی حنیفۃ واحمد فی احدی الروایات عنہ وهو القول الذی ندین اللہ بہ ولا نعتقد سواہ وهو الموافق لحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ ونهیہ وقواعد شریعتہ ومصالح امتہ" (زاد المعاد

صہ ۴۷)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی رو سے شوہر نا دیدہ بالغہ لڑکی کا نکاح بالجبر جائز نہیں ہے اور اس کی رضامندی حاصل کئے بغیر اس کی شادی نہیں کی جاسکتی۔ جمہور علماء سلف، امام ابوحنیفہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کی بھی رائے ہے اور یہی رائے ہمارے نزدیک موجب رضا الٰہی ہے۔ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے اور ہمارا یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر و نہی، قواعد شریعت اور مصالح امت مرحومہ کے عین موافق ہے۔ اور یہ بھی وضاحت پیش نظر رہے کہ یہ لڑکی خنسا بنت خذام نہیں تھی جو کہ شوہر دیدہ (بیوہ) تھی۔ بلکہ یہ اور لڑکی ہے جو باکرہ (شوہر نادیدہ) تھی۔ جیسے کہ حافظ ابن قیم اور امام ابن قطان نے وضاحت کر دی ہے۔ چنانچہ زاد المعاد میں ہے:

"وھذہ غیر خنساء فھما قضیتان قضٰی فی احداھما بتخییر الثیب وقضٰی فی الاخریٰ بتخییر البکر" (زاد المعاد صہ ۴۷)

کہ یہ دو لڑکیاں تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو شوہر دیدہ ہونے کی بنا پر اور دوسری کو شوہر نادیدہ کی وجہ سے فسخ نکاح کا اختیار دیا تھا۔

فیصلہ: ان احادیث صحیحہ مسندہ کی روشنی میں بالغہ لڑکی کا ایسا نکاح صحیح اور درست نہیں ہے جس میں اس سے نکاح پڑھنے کی اجازت نہ لی گئی ہو۔ تاہم اگر ولی نے جرأت کر لی ہو اور اجازت حاصل کئے بغیر نکاح پڑھ دیا ہو تو پھر یہ نکاح لڑکی کی صواب دید پر موقوف ہے، چاہے تو بذریعہ نالش فسخ کروالے۔ ہمارے نزدیک یہی قول موجب رضاء الٰہی ہے۔ قانونی سقم کا مفتی ذمہ دار نہیں ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم!